استحکامِ مدارس دینیہ کانفرنس!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کی عظیم الشان مشہور ومعروف علمی، دینی، تبلیغی وروحانی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیراہتمام ’’استحکام مدارس دینیہ‘‘ کے عنوان سے ایک باوقار ونمائندہ اجتماع ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۷؍ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار کو جامعہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ جس میں کراچی ڈویژن کے تمام مدارس کے مہتممین اور ذمہ دار حضرات شریک ہوئے، خصوصاً وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب، حضرت مولانا اسفندیار خان صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب، حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب، حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب جیسے اکابرومشائخ اسٹیج کی زینت بنے۔

اس باوقار اور نمائندہ اجتماع کو کامیاب بنانے اور اس کی بھرپور تیاری میں جن حضرات نے رات دن ایک کیا، ان میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث، وفاق المدارس سندھ کے ناظم حضرت مولانا امداد اللہ صاحب، معاون ناظم حضرت جناب مولانا عبدالرشید صاحب، کراچی کے کوآرڈینیٹر برادر عزیز مولانا ابراہیم سکرگاہی وغیرہم کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

www.banuri.edu.pk

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق ملک بھر میں دینی مدارس کے مہتممین کے اجتماعات کے انعقاد کا فیصلہ ہوا، چنانچہ پہلے مرحلے میں صوبہ پنجاب میں چار اجتماعات ہوئے، اس کے بعد خیبر پختونخواہ میں چار اجتماعات ہوئے، صوبہ سندھ میں یہ پہلا اور مجموعی طور پر ''استحکام مدارس دینیہ'' مہم کا یہ نواں اجتماع تھا اور اس کے بعد ان شاء اللہ! حیدرآباد اور سکھر میں بھی اسی نوعیت کے اجتماعات ہوں گے، اور آخری مرکزی اجتماع ۲۳؍ مارچ ۲۰۱۶ء کو مینار پاکستان کے سائے میں ان شاء اللہ! منعقد ہوگا۔

شرکائے اجلاس کی آمد کا آغاز صبح ہی سے شروع ہوگیا تھا، جامعہ میں داخل ہوتے ہی آنے والے مہمانانِ گرامی کی چائے سے تواضع کی جاتی رہی، جامعہ کی مسجد میں معزز مہمانوں کے لیے محراب کے دونوں جانب کرسیاں لگا کر خوبصورت اور عمدہ نشستیں لگائی گئیں۔

اجلاس بروقت حسب روایت قرآن کریم کی تلاوت اور نعت سے شروع کیا گیا، سب سے پہلا بیان مسجد بیت السلام کے امام وخطیب حضرت مولانا عبدالستار صاحب حفظہ اللہ کا ہوا، جس میں انہوں نے اہل مدارس پر تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کرام کی اخلاقی تربیت، مدرسہ کی صفائی کے نظم اور خصوصاً مدرسہ کے اندر کے نظم کو صاف وشفاف رکھنے پر زور دیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا اسفندیار خان صاحب کا بیان ہوا، جس میں انہوں نے وفاق کی قیادت کو مدارس کا مقدمہ حکومتی ایوانوں میں پیش کرنے اور اہل حکومت سے اپنے موقف کو منوانے پر مبارک باد پیش کی اور اہل مدارس کی طرف سے وفاق کی قیادت پر بھرپور اعتماد اور تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے بعد شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب نے اپنے خوبصورت اشعار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد اور صفائے باطن پر خوبصورت نصائح ارشاد فرمائیں۔ اس کے بعد تفصیلی بیان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کا ہوا، جس میں انہوں نے ''استحکام مدارس دینیہ کنونشنز'' کے اغراض ومقاصد، اب تک حکومت سے ہونے والے مذاکرات کے بارہ میں تفصیلات سے آگاہ اور وفاق کی جانب سے اہل مدارس کو بھیجے جانے والے کوائف نامہ کی اہمیت وضرورت کو واضح فرمایا۔ حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کے بیان کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ حضرت نے ان اجتماعات کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اہل مدارس حضرات سے رابطہ کرنا، آپ حضرات سے ملاقات کرنا، آپ حضرات کی تجاویز وآراء کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کرنا، اس لیے کہ ایک دور ایسا تھا کہ جب وفاق المدارس کے ساتھ ملحق مدارس کی تعداد عشروں میں تھی، پھر وہ سینکڑوں میں تھی اور رفتہ رفتہ اس سے زیادہ ہوئی، جس زمانے میں مدارس کی تعداد کم تھی تو وفاق کی قیادت سال دوسال کے بعد مدارس کا دورہ کرتی، معائنہ کرتی۔ ۱۴۰۱ھ، ۱۹۸۱ء میں قائد وفاق کی معیت میں ہم نے گاؤں اور چھوٹے شہروں میں مدارس کے دورے کیے، لیکن آج الحمدللہ! آپ کے بانیوں کے اخلاص اور آپ کے اکابرین کی محنت اور اخلاص کے

www.banuri.edu.pk

نتیجے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ملحقہ مدارس کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زائد ہے، اتنی بڑی تعداد میں ہر مدرسہ میں جانا سالوں میں ممکن نہیں ہے، اس لیے یہ طے کیا گیا کہ ڈویژنوں کی سطح پر، اضلاع کی سطح پر اجتماعات کیے جائیں، تاکہ آپس کے رابطہ کو بڑھایا جائے اور اس رابطے کو مضبوط اور مستحکم کیا جائے، چنانچہ اس مقصد کے لیے یہ اجتماع ہوا۔

۲:....حالیہ دنوں میں بالخصوص ۱۶/دسمبر ۲۰۱۴ء کے سانحہ پشاور کے بعد جو دینی مدارس کو ہدف بنادیا گیا، دینی مدارس کے خلاف پہلے سے تیار منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لیے کارروائیاں شروع کردی گئیں، تو اس عرصہ میں صوبائی حکومتوں سے مرکزی حکومتوں سے جو مذاکرات ہوئے، ان مذاکرات کی کچھ روئیداد، کچھ تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کی جائے، تاکہ آپ کو وفاق کا موقف معلوم ہو، وفاق المدارس کی جدوجہد معلوم ہو۔

۳:....ان اجتماعات کے لیے وفاق المدارس کی مجلس عاملہ اور شوریٰ نے جو فیصلے کیے ہیں یا جو حالیہ دنوں میں کچھ امور طے کیے ہیں، ان کے بارے میں آپ کو آگاہ کرکے اعتماد میں لیا جائے، یہ تین بنیادی مقاصد ہیں۔

جہاں تک حکومت سے ہونے والے مذاکرات کی روئیداد کا تعلق ہے، میں اس کا اجمال یا تفصیل عرض کرنے سے پہلے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عرصہ دراز سے دینی مدارس ہدف ہیں، دینی مدارس کے خلاف بیانات واحکامات بین الاقوامی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ آج عالمی قوتوں کے ایجنڈے پر جس طرح اسلام ہے، مسلمان ہیں، مسلم ممالک ہیں، مسلم ممالک کے وسائل ہیں، اسی طرح آج عالمی قوتوں کے ایجنڈے پر دینی مدارس بھی ہیں، اسلامی اور دینی قوتیں بھی ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اس کا جواب آپ کے پاس موجود ہوگا۔ لیکن میں آپ کو وفاق المدارس کے پہلے صدر جو وفاق کے بانیوں میں بھی شامل ہیں، ان کی ایک بات سنانا چاہتا ہوں، جو وفاق المدارس کے پہلے صدر شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۰ء میں خیر المدارس ملتان میں وفاق المدارس کی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی تھی، اور اس بات کو جب میں نے پڑھا تو مجھے حیرانگی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر کو کیا فراست، کیا بصیرت، کیا دوررس نگاہ عطا فرمائی تھی، انہوں نے آج سے ۵۵ سال پہلے وہ بات فرمائی جو آج کے حالات پر سو فیصد صادق آتی ہے، انہوں نے کتنا عرصہ پہلے اس صورت حال کو بھانپ لیا، انہوں نے وفاق کی مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آج دنیا میں مقابلہ اسلام اور عیسائیت کا نہیں ہے، اسلام اور یہودیت کا نہیں ہے، اسلام اور ہندوازم کا نہیں ہے، کسی مذہب کے ساتھ آج اسلام کا مقابلہ اور آج یہ تقابل نہیں ہے، فرمایا کہ: اسلام اور عیسائیت کے مقابلے ہوئے، اسلام اور یہودیت کے ہوئے، مگر اب عیسائیت ایک قوم بن چکی ہے، یہودی ایک قوم کی شکل اختیار کر بیٹھی، ہندو اور سکھ ایک قوم ہیں، آج مقابلہ دنیا میں اسلام

اور مغربیت کا ہے، آج مغرب ایک مذہب، ایک فکر، ایک فلسفہ، ایک نظریہ اور ایک تہذیب کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس لیے آپ دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں تو خواہ وہ عیسائی ملک ہو، خواہ وہ یہودی ملک ہو، خواہ اس ملک کی اکثریت آبادی ہندوؤں پر مشتمل ہو، خواہ بدھ مت مذہب کے ماننے والے اکثریت میں ہوں، آج مغرب یہ چاہتا ہے کہ میری فکر، میرا فلسفہ، میرا نظریہ، میرا کلچر، میری تہذیب، میرا تمدن وہاں پر نافذ ہو۔ وہ عیسائیوں پر اپنی فکر کو مسلط کرنا چاہتا ہے، وہ یہودی ملکوں میں بھی اپنے نظریئے کو مسلط کرنا چاہتا ہے، وہ اپنی تہذیب کو دنیا کے تمام ممالک پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عیسائی ملکوں میں بھی ہم جنس پرستی کے قانون بن رہے ہیں، آج عیسائی ملکوں کے اندر بھی انسانی حقوق کو اللہ کے قوانین پر برتری دی جاری ہے۔ آج عیسائی ملکوں میں بھی وہ کلچر اور تہذیب جو اُن کے مذہب میں نہیں ہے، آج وہاں پر بھی مغرب کی فکر اور فلسفہ موجود ہے۔

آپ اہل علم ہیں، آپ اس کی تفصیل کو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آج یورپ اور مغرب کے ملکوں میں دیکھ لیں کہ وہاں پر ان کے مذہب میں کلچر نہیں ہے، جو آج ان کے ملک میں قانونی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہ آپ کو نہیں ملیں گے، کیونکہ آج کا مغرب اپنی فکر مسلط کرنا چاہتا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ مغرب کی اس فکر کے مقابلے میں دنیا کے تمام مذاہب ہمارے ساتھ کھڑے ہوتے، مگر انہوں نے پسپائی اختیار کی اور اس مذہب کی فکر کے مقابلے میں اگر کوئی سینہ تان کر کھڑا ہے تو وہ اسلام ہے اور مسلمان ہے، جو اس کو چیلنج کر رہا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا مرکز چونکہ دین کا مدرسہ ہوتا ہے، اس کو اپنا مذہب، اپنا نظریۂ فکر اور اپنے عقائد و نظریات اور اس کو اپنی تہذیب وتمدن چونکہ مدرسہ سے ملتی ہے، مدرسہ اس کا مرکز ہوتا ہے، اس لیے آج بین الاقوامی ایجنڈے پر مدرسہ ہے، چونکہ مدرسہ مغرب کی فکر اور فلسفے، مغرب کے نظریات اور مغرب کی تعلیم وتمدن میں سدسکندری بن کر کھڑا ہے، آج کا مولوی اسے چیلنج کر رہا ہے، اس لیے آج بین الاقوامی قوتوں کا سب سے پہلا ہدف دین کا مدرسہ ہے۔ میرے دوستو! ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے، کہ ہمارے مدارس کے خلاف یہ آئے دن کے اقدامات یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ’’حکومت کی پالیسیاں مؤخر ہوتی ہیں، ملتوی ہوتی ہیں، منسوخ نہیں ہوا کرتیں۔‘‘ وہ اپنے منصوبے مناسب وقت کے انتظار میں رکھتے ہیں کہ کب کوئی وقت ملے گا تو ہم اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ ہدف اسلام اور اسلام کی تعلیم کے مراکز ہیں اور چونکہ وقت کے انتظار میں رہتے ہیں، پشاور کا سانحہ ہوا، تو کئی لوگوں نے سمجھا اب مدارس کو کنٹرول کرنے کا بہترین وقت ہے، قومی ایکشن پلان آ گیا، نیشنل ایکشن پلان آ گیا اور اس نیشنل ایکشن پلان کے اندر بیس نکات میں سے ایک نکتہ جان بوجھ کر مدارس کا شامل کیا گیا۔

جس وقت وزیر اعظم پاکستان نے قومی ایکشن پلان کا اعلان کیا، ہم اس وقت اسلام آباد میں

تھے، ہمارے اسلام آباد کے دوستوں سے اس سے ایک دن پہلے ہی ہمارا یہ مشورہ ہوا تھا کہ ہم تمام راولپنڈی اور اسلام آباد کے علماء کا اجتماع بلا رہے ہیں، کیونکہ سانحہ پشاور کے بعد اعلانات شروع ہوگئے تھے، تو انہوں نے وہاں اجتماع کیا، تقریباً پانچ سو کے قریب علماء تھے۔ اس میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف لائے، اور یہ فقیر بھی وہاں حاضر تھا، میں نے کہا کہ: وزیراعظم صاحب نے رات قوم سے خطاب میں جو قومی ایکشن پلان میں دینی مدارس کا ذکر کیا ہے اور جن چیزوں کا ذکر کیا ہے، ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وزیراعظم نے مدرسہ کے حوالہ سے نیشنل ایکشن پلان میں جن تین باتوں کا تذکرہ کیا، وہ تینوں باتیں خلاف واقعہ ہیں، ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور وزیراعظم کو نوٹس لینا چاہیے کہ کس نے کون سی بنیاد پر قوم کو اندھیرے میں رکھا؟ اٹھارہ کروڑ عوام کے ملک کا وزیراعظم اگر ایسی بات کرے کہ جس کا سرے سے ہم سے کوئی تعلق نہ ہو تو یہ قابل افسوس بات ہے۔

وزیراعظم صاحب نے دینی مدارس کے حوالہ سے تین باتیں کہی ہیں:

پہلی بات یہ کہ..... ''ہم دینی مدارس کو رجسٹرڈ کریں گے'' ہم نے کہا کہ: دینی مدارس تو پہلے سے رجسٹرڈ ہیں اور دینی مدارس کی رجسٹریشن کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں ہے۔ دینی مدارس کی رجسٹریشن ۱۹۵۱-۱۹۵۲ء سے ہو رہی ہے، اور اب بھی حکومت کے مختلف محکموں کے دفتروں میں ہمارے مدارس کی رجسٹریشن کی درخواستیں زیرالتوا پڑی ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وزیراعظم یہ اقدام کرتے اور حکم نامہ جاری کرتے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام ملتوی درخواستوں کا کام نمٹا کر مدارس کو رجسٹرڈ کیا جائے اور جو اہلکار رکاوٹ ڈال رہے ہیں، ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے، ان کو کہنا یہ چاہیے تھا، مگر انہوں نے کہا کہ ہم مدارس کو رجسٹرڈ کریں گے تو یہ خلاف واقعہ بات وزیراعظم نے کہی اور ان کو غلط بتائی گئی۔

دوسری بات:.....انہوں نے یہ کہی کہ: ''دینی مدارس کو ملک کے قانون کا پابند بنائیں گے'' میں نے کہا یہ بھی خلاف واقعہ بات کہی۔ اہل مدارس تمام قوانین کی خود ارباب اقتدار سے زیادہ پابندی کرتے ہیں، ہم پر کبھی قانون شکنی کا الزام نہیں آیا۔ ہم نے ہمیشہ قانون اور آئین کا احترام کیا ہے۔ قانون اور آئین کو حکومتوں اور اداروں نے توڑا ہے۔ ہم نے آج تک قانون کو نہیں توڑا، ہم قانون نہ توڑتے ہیں نہ قانون کو توڑنے دیں گے، نہ مدارس کا دفاع چھوڑیں گے، نہ قانون توڑیں گے۔ ہمارے مدارس خود بے انتہاء قوانین کے پابند ہیں۔ یہ کہنا کہ مدارس کو ملکی قوانین کا پابند بنایا جائے گا، یہ بھی خلاف واقعہ بات ہے۔

تیسری بات:......وزیراعظم کے اس خطاب میں قومی ایکشن پلان کے اندر یہ آئی کہ: ''دینی مدارس کی فنڈنگ اور ان کی آمدنی کے ذرائع کو چیک کیا جائے گا کہ ان کو پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ کون ان کو پیسے دیتا ہے؟۔'' تو میں نے کہا کہ دینی مدارس ایک ایک پائی کا حساب رکھتے ہیں، ہمارے اوپر آج تک کوئی کرپشن کا الزام نہیں ہے، سر سے پاؤں تک کرپشن میں ڈوبے ہوئے حکومتی لوگ ہیں۔ دینی مدارس نے تو اللہ کو جواب دینا ہے۔ اگر کوئی ایک روپیہ بھی مدرسہ کو دیتا ہے تو اہل مدارس اس کا بھی

حساب رکھتے ہیں، کوئی پچاس لاکھ دیتا ہے اور رسید نہیں مانگتا تو مدرسہ کا منتظم اس کا بھی حساب رکھتا ہے۔ ہم ان پیسوں کے حسابات کا آڈٹ کرواتے ہیں اور آڈٹ کا پی متعلقہ رجسٹریشن آفس میں جمع کراتے ہیں، اس لیے یہ کہنا کہ دینی مدارس کی آمدنی کہاں سے ہوتی ہے؟ یہ بھی خلاف واقعہ بات ہے اور اس میں بھی کوئی حقیقت نہیں ہے، یہ ہمارا موقف تھا اور اب بھی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے وزیر اعظم اور آرمی چیف کی موجودگی میں حکومتی نمائندوں سے ہونے والے مذاکرات کے بارہ میں اہل اجتماع کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ: مدارس کے متعلق ہدایات اور حکومت سے ہونے والے مذاکرات کی آگاہی کے لیے وفاق المدارس رسالہ کو اہمیت کے ساتھ پڑھا کریں۔ ان کے بعد وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر مذہبی امور جناب عبدالقیوم سومرو صاحب نے خطاب کیا اور مدارس کو درپیش مسائل اور اس کے اسباب و وجوہ کے بارہ میں نشان دہی کی اور اس کے بعد جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کا بیان ہوا، جس میں آپ نے اہل مدارس سے فرمایا کہ: مدارس کے حسابات اور آمد و خرچ کو صاف شفاف رکھیں، اگر کوئی مدرسہ میں سوئی بھی دیتا ہے تو اس کی رسید کاٹیں اور وہ سوئی کہاں استعمال ہوئی، اپنے رجسٹروں میں اس کا بھی اندراج کریں۔ اس پر آپ نے محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہٗ کا ایک واقعہ سنایا کہ آپ مدرسہ کی اشیاء کے بارہ میں کتنا محتاط تھے، فرمایا کہ: حضرت بنوری قدس سرہ تشریف فرما تھے، ایک صاحب جو جامعہ میں بھی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے اور دوسری جگہ پر بھی، انہوں نے حضرت کے سامنے سے ایک کاغذ اٹھا کر کچھ لکھنا چاہا، آپ نے فرمایا: جناب! یہ کاغذ مدرسہ کی دینی ضروریات کے لیے ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ حضرت! میں بھی ایک دینی خدمت کے لیے یہ کاغذ استعمال کر رہا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا: ''جس نے یہ کاغذ دیا ہے، اس نے اس مدرسہ کے دینی کام کے لیے دیا ہے، دوسری جگہ کے دینی کام کے لیے نہیں۔'' یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ نے فرمایا: یہ ہمارے اکابر کا طرزِ عمل ہے، جس کی ہمیں پیروی کرنا چاہیے۔ آخری خطاب جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا ہوا اور جامعہ کے رئیس حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کی دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا، یہ اجتماع ظہر کی نماز تک جاری رہا، نماز کے بعد تمام مہمانوں کے اعزاز میں پر تکلف کھانے کا انتظام کیا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس اجتماع کو کامیاب بنانے والوں اور اس میں دامے، درمے، سخنے خدمت بجالانے والوں کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ مدارس اور اہل مدارس کی حفاظت فرمائے اور مدارس کی خیر و برکات سے جملہ عالم اسلام کو مستفید و منور فرمائے۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين